# درس حدیث

تحریر:۔عتیق الرحمن

الحمد لله رب العالمين والصلوة و السلام على اشرف الانبياء والمرسلين۔

عن حذيفة رضى الله عنه قال كان الناس يسئلون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير و كنت اسئله عن الشر مخافة ان يدركنى قال قلت يا رسول الله انا كنا فى جاهلية و شر فجاء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت و هل بعد ذلك الشر من خير قال نعم و فيه دخن قلت و ما دخنه قال قوم يستنون بغير سنتى و يهدون بغير هديتى تعرف منهم و تنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا و يتكلمون بالسنتنا قلت فما تامرنى ان ادركنى ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى يدرككك الموت وانت على ذلك (متفق علیہ)

**ترجمہ** حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کے متعلق سوال کیا کرتے تھے اور میں شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھے پا نہ لے۔ میں نے کہا اے اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت اور شر (شرک وغیرہ) کے دور میں تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اس بھلائی (دین اسلام) کو لے آیا۔ کیا اس بھلائی کے بعد بھی شر ہے فرمایا۔ ہاں، میں نے عرض کیا کہ اس شر کے بعد بھی بھلائی ہے۔ فرمایا "ہاں لیکن اس میں دخن ہوگا (کچھ سیاہی ہوگی) میں نے عرض کی کہ اس کا دخن کیا ہے؟ فرمایا ایسی جماعت ہوگی جو سنت سمجھے گی میری سنت کے علاوہ کو۔ اور وہ رہنمائی کریں گے میرے طریقے کو چھوڑ کر۔ تو ان میں سے کچھ کو پہچانے گا اور کچھ کا انکار کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ایسی بھلائی کے بعد بھی شر ہوگی۔ فرمایا ہاں ایسے داعی ہونگے جو جہنم کے دروازوں پر ہونگے جس نے ان کی دعوت کو قبول کیا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانیاں بتلایئے۔ فرمایا وہ ہماری جنس سے ہی ہونگے۔ ہماری زبانوں سے ہی گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ اگر وہ وقت مجھے پالے آپ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کے لازم پکڑ۔ میں نے عرض کی اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور ان کا امام نہ ہو، تو فرمایا تو ان تمام فرقوں، گروہوں سے جدا ہو جا۔ اگرچہ تجھے کاٹنا پڑے درخت کی جڑ کو۔ یہاں تک کہ تجھے موت آلے اور تو اس حالت پہ ہو۔ (اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)۔

محدثین کے ہاں شر اول سے مراد وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت رونما ہوئے اور خیر ثانی سے مراد خلافت عمر بن عبدالعزیزؒ ہے۔ اور تعرف منھم و تنکر سے مراد یہ ہے کہ بعض لوگ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند ہونگے اور بعض لوگ بدعت کی طرف دعوت دینے والے اور ظلم و زیادتی کرنے والے ہونگے۔

محترم قارئین!

یہ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام رحمھم اللہ کے ادوار کی باتیں ہیں۔ اگر موجودہ حالات کی جانب سرسری سی نظر بھی ڈالی جائے تو خیر کا نام ہی مشکل سے نظر آتا ہے۔ ہر طرف قتل و غارت، دنگا فساد، عزت و آبرو کی پامالی، مال و جان کا عدم تحفظ، ہر جگہ ہر علاقے میں مسلمانوں پر ظلم و زیادتی اور ان کی لاشوں کے پشتے، غیر مسلم تو غیر مسلم اپنے ملک کے

رکھوالے بھی اسلام دشمنی میں اس حد تک بڑھے ہوئے ہیں کہ اسلام کا نام مٹا دینا چاہتے ہیں۔ توہین رسالت ہو تو اس کے مجرموں کیلئے معافی کا اعلان اور اگر توہین وزیراعظم ہو تو قید و بند کی صعوبتیں بھی اور جرمانہ بھی۔ ایسے حالات میں' میں اپنے مسلمان بھائیوں سے بڑے ادب سے گذارش کروں گا۔ خاص کر بزرگ اور نوجوان علماء سے کہ اپنی انا اور انفرادیت کو چھوڑ کر علیحدہ جماعتیں بنانے کی بجائے ایک جماعت کے جھنڈے تلے جمع ہوں اور "واعتصموا بحبل اللہ" کی عملی تصویر پیش کر کے اسلام دوستی کا ثبوت مہیا کریں۔ اور اسلام دشمن حکمرانوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور ان کو ایسا سبق سکھلائیں کہ ان کی آنیوالی نسلیں بھی یاد رکھیں کہ اسلام کے خلاف کھلنے والی آنکھ پھوڑ دی جاتی ہے۔ اٹھنے والا ہاتھ توڑ دیا جاتا ہے اور بولنے والی زبان گدی سے باہر نکال دی جاتی ہے اور میں عرض کروں گا کہ عوام کو صرف کتاب و سنت کی طرف دعوت دیں اور خود بھی صرف کتاب و سنت پر عمل کریں۔ کیونکہ یہی دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور تمام مکاتب فکر جمع ہو سکتے ہیں۔ آیئے اطراف و اکناف کو چھوڑ کر' تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر کتاب و سنت کی بالادستی کیلئے کتاب و سنت کو تھام کر میدان عمل کو دیں۔ تاکہ دنیا کے حالات بھی بہتر ہو جائیں اور آخرت بھی بہتر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین